نظم

ہر گھڑی ہر وقت رہتا ہے تمہارا ہی خیال

اے میرے پیارے امام وقت کیا بتلاؤں حال
آپ کی فرقت میں اب جینا ہوا۔ اپنا محال

یاد ہر دم آپ کی۔ دل کو ستاتی ہے میرے
ہر گھڑی ہر وقت رہتا ہے تمہارا ہی خیال

زندگی ہے۔ آپ کے دیدار کی امید پر
ورنہ لاؤں تاب فرقت۔ ہے کہاں میری مجال

آئی ہے تازہ صدائے قادیان سے یہ خبر
حضرت فضل عمرؓ ہیں آجکل از بس نڈھال

سنتے ہی آنکھوں کے آگے چھا گیا اندھیر سا
اور قلب مضطرب کو پہنچا۔ اک تازہ ملال

روز و شب ہے۔ یہ دعا اس عاجز مغموم کی
ہو خدا کے فضل سے حضرت کی صحت بحال آمین

آپ کی ہر ایک حرکت میں خدا کا فضل ہو
گلشن اسلام پائے۔ آپ کے ہاتھوں کمال

آپ کے اغراض اور مقصد ہوں پورے امام
آپ کا حامی و ناصر ہو وہ رب ذوالجلال

کامیاب و کامران پھر آپ کو لائے خدا
دیکھنا ہم کو ملے روئے مبارک کا جمال

یا الٰہی اس کمینہ ناتوان پر رحم کر آمین
ہو رہی ہے آج کل یہ زندگی اسپرو بال

استقامت بخش۔ اور دے صبر کرے متقی
چاہِ دنیا کی ضلالت سے الٰہی تو نکال آمین

آمین ثم آمین

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لنڈن سے تار

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لنڈن سے ۲۹ راگست ۸ بجکر ۵ منٹ شام کا چلا ہوا تار بنام مولانا شیر علی صاحب یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء کو ۷ بجکر ۵ منٹ صبح بٹالہ پہنچا۔ اور اسیدن خاص آدمی ۱۰ بجے قادیان لے آیا تار میں حضور نے تحریر فرمایا ہے:-

۷۔ اگست کی روانہ شدہ چٹھیاں جو براہ راست بھیجی گئی ہیں وہ مل گئی ہیں۔ چودہری نصر اللہ خان صاحب کی کوئی خبر پہنچی ہے۔ یا نہیں۔

اس کے علاوہ مالی معاملات کے متعلق نہایت اہم اور ضروری ہدایات ہیں۔ جو صیغہ بیت المال سے خاص ہیں۔

الحمد للہ کہ حضرت اقدس بخیریت ہیں۔

جیسا کہ اخبار میں لکھا جا چکا ہے۔ جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب حج کر کے بخیریت اپنے وطن پہنچ گئے ہیں۔

خواجہ پریس امرتسر میں باہتمام احمد وجودی پرنٹر کے چھپا شیخ یعقوب علی تراب احمدی نے تراب منزل قادیان سے شائع کیا

ملکانہ قوم

احمدی مجاہدین کی بابرکت کوششون کے بابرکت نتائج

یہ دریافت کرنے کے لئے کہ حلقہ فرخ آباد مین ملکانہ قوم کہان تک شدھی کے گڑھے سے دور ہو چکی ہے۔ اور کس قدر اسلام سے واقف ہو رہی ہے۔ مین نے ایک خاص دورہ ۲۴ اگست ۱۹۲۳ء سے شروع کیا۔ ہمارے بہادر مجاہدین نے کیا کیا۔ میدان ارتداد مین کس قدر کامیابی ہوئی۔ یہ کسی قدر مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہو سکتی ہے جو اس دورے کی رپورٹ سے اخذ کئے گئے ہین۔

۱- ملکانہ قوم کے چالیس بچون نے قرآن مجید ختم کیا۔ جو بلاشبہ نہایت خوشکن بات ہے۔ ایسی قوم کے اتنے بچون کا قرآن مجید ختم کر لینا۔ واقعی ایک اچنبہ ہے۔ کیونکہ وہ دن ابھی بھولا نہین ہوگا۔ جبکہ ان لوگون کے بچے ہندی مین محو تھے۔ اور عربی کا ایک لفظ بھی زبان پر نہ چڑہتا تھا۔

۲- تقریباً ۱۵۰ آدمیون نے نماز سیکھی جن مین بوڑھے اور عورتین بھی شامل ہین۔ اللہ اللہ کہان وہ دن تھے کہ کلمہ بھی نہین پڑھ سکتے تھے۔ کہان یہ دن کہ نمازین پڑھتے ہین۔ اذانین دیتے ہین۔

۳- دس گانون بکلی ارتداد سے بچ گئے۔ بہیرپور۔ ہاتھی پور۔ ایہا ستربان۔ وہلیہ۔ واحد پور۔ ڈہلاول۔ گھسو کانگلہ۔ لوہاری۔ گرچی۔ یہ گانون نہ صرف شدھی سے محفوظ ہو گئے۔ بلکہ اسلام مین بھی خوب مضبوط ہو گئے۔ امید ہے کہ آریہ لوگ اب انہین نہ ہلا سکین انشاء اللہ۔

موضع واحد پور مین جب ہمارا مبلغ پہلے دن پہنچا ہے۔ تو یہ لوگ ہنومان کی پوجا کرتے تھے دیوی کو مناتے تھے۔ رام لیلا دیوالی وغیرہ مین شامل ہوتے تھے۔ مگر اب خدا کے فضل سے اس گانون مین مسجد بن گئی ہے۔ یہ لوگ جمعہ پڑھتے ہین اور نمازین پڑھتے ہین۔ ان کے بچے قرآن مجید پڑھتے ہین۔ الحمد للہ۔

۴- آریہ لوگ قریب قریب میدان چھوڑ گئے ہین۔ اور اب وہان تو مین نظر نہین آتے۔ ایک وقت تھا کہ جب پنڈتون کی ٹولیان پھرا کرتی تھین۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ لوگ بھی مایوس ہو چکے ہین۔

ان باتون سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مبلغین کو کس قدر کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ اور احمدیہ جماعت کے ذریعے ملکانہ قوم نے کس قدر ترقی کی ہے۔ اگرچہ ہمارے ہر مبلغ نے جانفشانی سے کام کیا ہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب۔ مولوی محمد عبد الخالق صاحب۔ ڈاکٹر نور الدین صاحب۔ میان عبد الصمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہین۔ یہ حالات صرف ایک حلقہ فرخ آباد کے ہین۔ فقط۔

خاکسار
محمد شفیع اسلم۔ امیر احمدی مجاہدین فرخ آباد

احمدی جماعت کا سب سے پہلے ارگن کے ساتھ

(احمدی دوستون کا ہمت شکن سلوک)

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین میںنے پڑھا تھا کہ ناظرین الحکم سے جب قیمت کا مطالبہ کیا گیا۔ اور ان کو وی پی کئے گئے۔ بعض مخلص احباب نے اور ہمارے سرپرستون نے۔ وی پی بغیر دیکھے واپس کیا۔ اور بعض نے امانت مین رکھکر بیخبر تک لی مین نے کئی دفعہ اعلان کیا تھا۔ کہ وی پی آتے ہین۔

لیکن کسی دوست نے آج تک دفتر مین یہ اطلاع تک نہ کی کہ مین وی پی لینے کو تیار نہین۔ پھر دوسرے وقت مین قیمت وصول کر لی جائے۔

اب جبکہ ایڈیٹر الحکم سفر لنڈن مین ہے۔ اور مین خود بھی اس جگہ پر نہین ہون۔ مالی حالت کی مشکلات ایک نئے منیجر کے واسطے کسقدر تکلیف دہ امر ہے۔ پھر بجائے امداد دینے کے سخت نقصان پہنچایا گیا۔

کیا ایک احمدی کا یہ اخلاقی گناہ نہین؟ سال بھر اخبار لیکر مطالبہ کرنے پر صاف موٹے الفاظ مین۔ وی پی کی پشت پر لکھدینا کہ مکتوب الیہ لینے سے انکاری ہے۔

مین اب ان دوستون کے نام شایع کرنے سے کبھی دریغ نہین کر سکتا۔ جن کے مخلص ہونے مین کوئی کسر باقی نہین رہی۔ پھر بعض بعض نے چار چار دفعہ وی پی انکاری کیا احمدی جماعت اور ناظرین الحکم۔ یاد رکھین ایڈیٹر الحکم اس کو محض حضرت مسیح موعود کی یادگار کو تازہ رکھنے کے لئے الحکم کو اب تک چلا رہا ہے۔ اور اس کے لئے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اور ہمیشہ نقصان ہوا چہ جائیکہ فائدہ اس کو کبھی ایڈیٹر الحکم نے اپنا معاش نہین بنایا۔ اگر آپ لوگ ایسا ہی کرنا چاہتے ہین۔ تو ہم مجبور ہو کر ان لوگون سے جس طریق سے ہو سکے گا۔ قیمت وصول کر کے الحکم کو بند کرنے کا اعلان کر دیا جائے گا۔

کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تازہ سالانہ جلسہ کی تقریر۔ ان کے کانون مین نہین گونج رہی۔ کیا حضرت صاحب کے یہ الفاظ آپ لوگون کے لئے۔ تسلی بخش نہ تھے "سلسلہ کے اخبارون کو ترقی دو۔ ورنہ مین ان کو اشاعت اسلام مین سے روپیہ دیکر ان کو چلانے کے لئے کہونگا"۔

اب ان الفاظ پر لبیک کہنے والے صرف چار آدمی ہوئے افسوس ایسی جماعت کے لئے۔ جو کہ اپنی ہر ایک قربانی کے لئے سب سے آگے قدم رکھتی ہے مگر۔ اخبارات کے حالت کے لئے ایسی ٹھنڈی نیند سو رہی ہے۔ جو کہ ایسی مجاہد جماعت کے لئے۔ قابل افسوس امر ہے۔ اب مین ان کے نام درج کرتا ہون۔

خانصاحب احمد عرف بیکن خانصاحب ضلع پور بنگال	جنہون نے وی پی چار مرتبہ واپس کر کے کارخانہ الحکم کو نقصان پہنچایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بابو فضل احمد خانصاحب سپرنٹنڈنٹ پولٹیکل وزیرستان	
منشی محمد عمر بازار کٹک	
سید محمد یوسف کمیشن ایجنٹ انبالہ	کبھی قیمت نہین دی
چوہدری رحمت احمد لنگرانی ضلع گجرات۔	
منشی سربلند خان محکمہ نہر ملتان۔	
خان صاحب عبد الحمید خان صاحب مجسٹریٹ۔ ڈہلوان۔	جب وی پی کیا جاوے امانت مین رکھکر واپس کیا جاتا ہے۔ اور الحکم کے خاص سرپرست ہین
بابو سلامت علی کلرک قلعہ فیروزپور	قیمت کے لئے امیر جماعت نے فیصلہ بھی کیا اور خود بابو صاحب موصوف الحکم کے دفتر مین زبانی کہہ گئے تھے کہ مین جلد ادا کرونگا۔ اور یہ ہمارے مکرم خانصاحب فرزند علی خانصاحب کے رشتہ دار بھی ہین۔ جو کہ جماعت کے لئے ہر قربانی پر حاضر ہوتے ہین۔
بخدمت میان محمد اشرف صاحب احمدی زمیندار گاہو موضع چھپور	
بخدمت سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ۔ یوپی	
بخدمت بابو عبد الحمید صاحب احمدی کلرک چیف انجنیئر صاحب بہادر لاہور	
بخدمت منشی محمد رمضان صاحب مختار عدالت سرگودہ	
بخدمت ابو فتح محمد عبد اللہ صاحب برگیڈ دفتر چھاؤنی سیالکوٹ	۲ دفعہ واپس کیا
بخدمت مولوی عبد القادر صاحب دفتر صدر ریاست گاہ سنگرور	کبھی قیمت نہین دی
بخدمت بابو اعجاز حسین صاحب کوٹھی نواب صاحب لوہارو بازار بلی ماران دہلی	
بخدمت محمد امیر خان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان	۴ دفعہ
بخدمت پیر احمد و حاجی احمد خان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ ہوشیارپور	۳ دفعہ واپس کیا
میان عبد الرشید صاحب چوہان بیٹھک	۴ دفعہ واپس کیا
میان کریم بخش صاحب گلی آسا ملتانیہ	
بخدمت مولوی محمد سعید صاحب بی بی بازار حیدر آباد دکن	
بخدمت جناب بابو علی بخش صاحب کلرک فیروزپور آرسنل	۶ دفعہ واپس کیا
بخدمت منشی اللہ بخش صاحب کلرک فیروزپور آرسنل	" "
بخدمت بابو احمد جان صاحب کلرک فیروزپور آرسنل	" "
بخدمت مولوی اختر علی صاحب انسپکٹر پولیس سمڈیگا ضلع رانچی	۶ دفعہ وی پی واپس کیا

(باقی آئندہ)

خاکسار (محمد ابراہیم علی)، منیجر الحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر کابل کی بہت ظالمانہ کارروائی

ہمارے احمدی بھائی مولوی نعمت اللہ صاحب کو سنگسار کرکے شہید کر دیا گیا

مذہبی آزادی کا دعویٰ غلط ثابت ہوا

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
(مسیح موعود)

آج جس دردناک واقعہ جس قیامت خیز حادثہ۔ اور جس دل ہلا دینے والی شہادت کے ذکر کے لئے میں نے قلم اٹھایا ہے۔ وہ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ خون آلود حروف سے لکھا جائیگا۔ اور اشکبار آنکھوں سے پڑھا جائیگا۔ یہ سانحہ جانکاہ کوئی معمولی سانحہ نہیں۔ بلکہ موجودہ وقت میں اپنی نوعیت اور عجیب و غریب حیرت انگیز تاثیر ماتم و فغان گریہ و زاری۔ آہ و نالہ کی وجہ سے تمام حوادث مخزنہ عالم میں بے نظیر ہے۔ جس کے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جسم لرزنے لگتا ہے۔ اور ہاتھوں میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے آہ یہ وہ دردناک قصہ ہے۔ جسکو سنکر دل خون ہوا جاتا ہے۔ اور غم کی گھٹائیں قلوب پر مستولی ہو رہی ہیں۔

تفصیل اس واقعہ فاجعہ اور حادثہ ہائلہ کی یہ ہے۔ کہ جناب مولوی نعمت اللہ صاحب افغان ۱۹۱۱ء یا ۱۹۱۲ء میں قادیان دارالامان تشریف لائے اور مدرسہ احمدیہ کی پانچویں جماعت تک آپ نے تعلیم پائی۔ آپ ایک حسین نہایت صالح متقی۔ شریف۔ خوش خلق۔ حلیم الطبع منکسر المزاج نوجوان تھے۔ ان سے اکثر ملنے کا اتفاق ہوا راقم نے انہیں کبھی غیظ و غضب کی حالت میں نہیں دیکھا بلکہ ہمیشہ خندہ پیشانی اور تبسمانہ حالت میں پایا۔ شرافت آپ کے چہرے کو جھلکتی تھی متانت آپ کے چہرے سے ٹپکتی تھی۔ غصہ وغیرہ اوصاف قبیحہ سے مبرا تھے۔ اگر کوئی آپ سے ناراض ہو جاتا۔ تو آپ نرمی سے اسے سمجھا کر راضی کر لیتے۔ اسی طرح اپنی زندگی کے ایام مدتوں قادیان میں گذارا کئے۔

آخر وہ دن آگیا۔ وہ گھڑی آن پہنچی۔ جس میں آپ اپنے پیارے محبوب اور آقا و مرشد محمود کے حکم کے ماتحت اس کی تعمیل کرنے کے لئے اس سنگلاخ اور بنجر و خشک زمین کی طرف عازم سفر ہوئے جہاں کی خوراک ظلم و ستم اور ربانی صالحین کا خون ہے۔

آپ نے چند سال تک باوجود صدہا قسم کے عوائق و موانع اور بلیات و صعوبات و مصائب اور تکالیف شدائد برداشت کرنیکے وہاں بڑی محنت و جانفشانی سے اعلائے کلمۃ الحق کیا۔ اور دور دور تک حق بات پہنچانے میں کوتاہی اور سستی کو گلدستہ طاق نسیان بنا دیا۔ اور اپنے نیک اخلاق کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ اس کی نظیر اس سرزمین میں ملنی مشکل ہے۔ ایک دفعہ درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے قادیان دارالامان تشریف لائے۔ اور پھر جلدی ہی واپس چلے گئے۔

ابھی چند دن کا واقعہ ہے۔ کہ سرزمین کابل کے ملاؤں اور مفتیوں نے امیر کابل کی نسبت یہ مشہور کر دیا۔ کہ وہ احمدی ہو گیا ہے۔ اور اس کے خلاف بعض مواضع میں بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ تب بیچارے احمدیوں پر محض اختلاف مذہب کی بناء پر وہ وہ ظلم اور ستم توڑے گئے۔ جن کے بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ اور قلم احاطۂ تحریر میں لانے سے عاجز۔ آخر امیر نے بھی ان غداروں اور دنیا پرست ملاؤں اور کمینہ مفتیوں اور شورش انگیز اور فتنہ پرداز طبقہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ شمولیت کرکے ہمارے بے قصور اور بے گناہ مبلغ مولوی نعمت اللہ صاحب کو پابزنجیر اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالکر زندان میں بند کر دیا۔ اور اس احکم الحاکمین اور عادل حقیقی کا ذرہ خوف دل میں نہ لایا۔ کہ جس کی طرف وہ عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائیگا۔

اور دنیائے دنی کی خاطر اس قادر مطلق کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی جو چاہے تو ایک دم میں ہزار ہا ایسی سلطنتوں کو یکبارگی تباہ و برباد کرکے صفحۂ ارض سے نام و نشان مٹا دے۔ اور جو آج بادشاہ بنا بیٹھا ہے۔ کل کو فقیر نظر آوے۔ اور جو آج امیر ہے وہ کل کو گدا بنکر بھیک مانگتا پھرے۔

تقریباً ڈیڑھ ماہ تک اس بے قصور و بے گناہ قیدی کو گرمی کے موسم میں تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند رکھا گیا۔ جہاں باد نسیم کا کوئی جھونکا بھولے سے بھی نہیں گذر سکتا تھا۔ پھر جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا انہوں نے اس غریب مظلوم پر ظلم و ستم کئے تکلیفیں دیگئیں۔ بھوکا اور پیاسا رکھا گیا۔ اور حق کی مخالفت کے لئے زور دیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود و حجۃ اللہ علی الارض کے دامن کی وابستگی اور حلقہ ارادت اور ربقہ اطاعت سے علیحدگی اختیار کرنے پر زور دیا گیا۔ مگر اس کشتہ وفا اور قتیل محبت اور عاشق مسیح موعود و مہدی معہود اور شیدائے حق نے صبر و استقلال کا نمونہ دکھاتے ہوئے بڑی جرأت و جسارت اور دلیری و بہادری سے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے قول سے

ولست ابالی حین اقتل مسلما
علیٰ ای جنب کان للہ مصرعی

قتل کی دھمکیوں کی ذرہ پرواہ نہ کی ان کی استقامت اور استواری اور تکالیف پر صبر کرنے کا ان کی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے جو یہ ہے "جتنا زیادہ اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی زیادہ دلی روشنی اور اطمینان خاطر عطا فرماتا ہے۔ میرے احمدی بھائی دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے دین متین کی خدمت میں کامیاب کرے۔ میں ہمیشہ خدا تعالیٰ سے قیدخانہ میں یہی دعا کرتا ہوں کہ الٰہی۔ اپنے اس نالائق بندے کو دین کی خدمت میں کامیاب کر میں یہ نہیں چاہتا کہ قیدخانہ سے رہائی بخش۔ یا قتل سے نجات دے بلکہ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ الٰہی اس بندہ نالائق اور گنہگار کے وجود کے ہر ذرے کو اسلام پر فدا کر۔ اگر اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر نے میرے لئے موت کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ تو براہ کرم اس خادم حقیر اور نابکار کا کتبہ بہشتی مقبرے میں حضرت مسیح موعود کے صحابہ کرام کے زمرہ میں لگا دیا جاوے۔ خادم کا نام نعمت اللہ خان اور عمر ۲۴ سال ہے۔

میرے احمدی بھائی آگاہ رہیں۔ کہ دین کی خدمت میں اپنے دینی بھائی کو استوار دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور فکر میں نہ ڈریں۔ کیونکہ آزادی کے وقت سے اب میں قیدخانہ میں زیادہ لذت پاتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ موت کے بعد اس سے بھی زیادہ لذت حاصل ہوگی"۔ (منقول از الفضل ۲۶ اگست)

مذکورہ بالا الفاظ جس سوز و گداز اور رقت بھرے قلب سے نکلے ہیں۔ اس کا اندازہ ناظرین کرام الفاظ آبدار کو پڑھکر لگا سکتے ہیں یہ الفاظ گویا انکی آخری وصیت تھے۔ بعد کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔ کہ آپ سے کیا سلوک کیا گیا۔ بہرحال یہ الفاظ آپ کی جانثاری اور فداکاری۔ اور حق کے لئے مصائب و تکالیف برداشت کرنے اور موت کو ایک ذریعہ لقاء الٰہی سمجھنے کا کافی ثبوت ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپکو اپنی شہادت کا یقینی علم حاصل ہو چکا ہے۔ اور آپ منتظر ہیں کہ کب آپ کو جام شہادت پلایا جائے گا۔ اور آپ کی روح کہہ رہی ہے ؎

بیکار ڈراتے ہو مجھے قید ستم سے
واں روح وفا اور بھی آزاد رہے گی
گھبرا کے کہا روح نے زندان جسد میں
کب تک ابھی اس قید کی میعاد رہیگی

اس کے بعد جو بذریعہ تار خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ۔ کہ شہادت کے پیارے ہمارے مکرم و معظم احمدی بھائی مولوی نعمت اللہ خان کو محض اس جرم میں کہ وہ احمدی ہے کابل میں ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو سنگسار کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اے والیان سرزمین کابل۔ کیا اس جور و تعدی اور ظلم و ستم کی کوئی حد بھی ہے۔ یاد رکھو کہ یہ تازہ خون تو بھی رنگ لائے گا جو قبل ازیں سید الشہداء مولوی عبداللطیف صاحب کا خون رنگ لایا تھا۔ تم نے کیوں ظلم پر کمر باندھ لی۔ نیکوں کو دکھ دینا۔ اور پاکوں کو ستانا اور گالیاں دینا کیوں اپنا شیوہ بنا لیا۔ اس منتقم حقیقی سے ڈرو۔ کہ جس کے عذاب کو کوئی شے نہیں روک سکتی۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم یونہی چھوڑے جاؤگے اور تم پر کوئی ایسی مقتدر ہستی نہیں کہ تم سے سوال کرے گی یاد رکھو ضرور سوال کیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ ہمارا نوجوان شہید جب عادل حقیقی کے سامنے مشکیو خون میں آلود پیش ہوگا اس وقت تمہیں رونا اور رد اشت پیٹنا ہوگا۔

اے امیر کابل۔ کیا تجھے زیبا نہ تھا۔ کہ تو آیت من یقتل مومنا متعمداً

کی وعید سے ڈر کر ایک گناہ کے قتل کا مرتکب نہ بنتا۔ کیا اسلام کی یہی تعلیم تھی۔ کہ ایک بیگناہ معصوم کو باوجود صادق ہونیکے اور باوجود اہل حق ہونے کے محض اختلاف مذہب کی بنا پر اس بیرحمی اور ظالمانہ طریق سے سنگسار کیا جائے۔ اور اس کے پاک اور مطہر جسم کو پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ کیا اختلاف مذہب کی اسلام میں یہی سزا ہے۔ کیا حنفیوں اور اہلحدیثوں اور مقلدوں اور غیر مقلدوں کے درمیان اختلاف نہیں۔ کیا ان کے درمیان تکفیر اور تفسیق کا سلسلہ جاری نہیں۔ اور کیا وہاں ہنود مذاہب والے نہیں رہتے۔ پھر اس جماعت کو جو اپنے حاکم وقت کی اطاعت کرنا ضروری خیال کرتی ہے۔ ان کو کسی جرم کی پاداش میں ایسے ظالمانہ طریق سے قتل کیا جاتا ہے۔ بتاؤ تو سہی کہ کیا اس گورنمنٹ میں جنہیں تم اور تمہارے ملاں اور مفتی لوگ کافر کہتے ہیں۔ اب تک کبھی کسی مسلمان کو اس قصور کی بنا پر پھانسی دیا گیا کہ اس کی رائے پادریوں کی رائے کے مخالف ہے۔ پس یہ ایک صریح ظلم ہے۔ جو تمہاری سلطنت میں ہوا۔ جس کی پاداش نہیں بھگتنی ہوگی۔ ایک بے قصور کی جان کو قتل کر کے۔ تو نے اس کے لکھو کھا بھائیوں کے دلوں کو زخمی کیا۔ اور مظلموں کی دعا کی قبولیت کے وعدہ کو بھول گیا۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

مظلوم شہید مرحوم نے تو اپنی جان خدا تعالیٰ کے راستہ میں دیدی اور خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے جن پر خار دشت و صحرا کو طے کرنا تھا۔ ایک قدم میں طے کر لیا۔ ؎

نقد جان از بہر جاناں باختہ
دل ازیں فانی سرا پرداختہ
صد ہزاراں فرسنگے تا کوئے یار
دشت پر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شاب عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
ایں چنیں باید خدارا بندۂ
سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دلدار از خود مردہ بود
از پئے تریاق زہرے خوردہ بود

شہید مرحوم تو اپنے حقیقی مولا سے جا ملا۔ اور اس نے مقصد حقیقی کو پالیا۔ اور حیات جاودانی کو حاصل کیا۔ اور بل احیاء عند ربھم یرزقون کے مبارک گروہ میں شامل ہو گیا۔ اور انعامات الہیہ کی روح رواں رضاء الہی کو حاصل کیا گو وہ تمہاری آنکھوں میں مردہ ہے۔ پر خدا تعالیٰ کی حضور وہ زندہ ہے۔ مگر تم بتاؤ۔ کہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوگے۔ جس کی مملکت میں اس کے ایک پیارے پر ایسا صریح ظلم کیا گیا۔

اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ اس طرح کے جور و ستم اور قتل و غارت اور تعذیب و تعذیر سے احمدیت مٹ جائیگی تو یہ ایک فاسد خیال ہے۔ ؎

معمور غم عشق عجب دل کی ہے بستی
ہر چند اجاڑو اسے آباد رہے گی

تم جتنی مخالفت کرو گے۔ اتنی ہی یہ ترقی عشق کی طرح ترقی کرے گی۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ بستان احمدی دنیا سے کاٹ سکے۔ خدا تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ ہم قتل سے گھبراتے نہیں۔ بلکہ ہم تو اسے ایک ذریعہ ترقی سمجھتے ہیں۔ ؎

قتل کر کے تم ہمیں اور بھی چمکا دیکھو

تم جتنے جور و ستم کر سکتے ہو کر لو۔ مگر آخر کار مطابق وعدہ الہی والعاقبۃ للمتقین ہم ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

یاد رکھو کہ شہید مرحوم کا خون جو زمین پر پڑا ہے۔ وہ بارآور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دے گا۔ اور انشاء اللہ ایک تا نوبہا لائے گا۔ اور تخم احمدیت کے لئے کھاد کا کام دیگا۔ تب دیکھنا کہ یہی بنجر و خشک زمین اور ہدایت سے خالی و ویران و سنسان انشاء اللہ چمنستان بنکر مع اپنی جملہ دلاویزیوں کے ظاہر ہوگی اور اس کے اشجار کی شاخوں اور ٹہنیوں اور ڈالیوں پر طائران قدس یعنی غلامان حضرت مسیح موعودؑ ترنم ریز ہوں گے وہ دن دور نہیں بلکہ نزدیک ہیں۔ جبکہ ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا دیجائے۔ اور شہداء کے قائمقام ہزاروں پیدا ہوں۔ آمین۔

اے جماعت احمدیہ۔ تو جان لے کہ تجھے کن مصائب کا سامنا ہے۔ اور کونسی مشکلات تیرے راستہ میں حائل ہیں پس تو اپنی جان کو ہتیلی پر رکھکر تبلیغ حق کے لئے نکل۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھا۔ اور یاد رکھ کہ ہمارا اتنا ہی فرض نہیں۔ کہ ایسے دلدوز واقعہ کو یاد کر کے چار آنسو بہائیں۔ اور گریہ وزاری کریں۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ جس طرح ہمارے شہیدان کابل نے محض اظہار حق کے خاطر اپنی شیریں جانوں کو قربان کر دیا۔ ان کی روح مبارک کو خوش اور شاد کرنے کے لئے۔ ان کی سیرت حسنہ اور ان کے عزائم ہمہ ان صبر اور استقلال اور ان کے اعمال جلیلہ اور خصائل حمیدہ اور افعال جمیلہ کی تقلید کریں۔ کیونکہ ابھی تک معلوم نہیں۔ کہ کس قدر ایسی قربانیاں ہوں گی اور کتنی مبارک جانیں ہوں گی جو شہیدان کابل و شہیدان کربلا کی طرح بے گناہ و مظلومانہ حالت میں قتل کی جائینگی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا مندرجہ ذیل شعر اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ؎

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

اے قادر خدا تو ہمیں بھی ایسے موقعوں پر صبر و استقامت عطا فرما۔ اور کامل صدق و وفا کا نمونہ بنا۔ آمین

خاکسار = جلال الدین شمس (مولوی فاضل)

بقیہ صفحہ

قافلہ تھرڈ کلاس میں تھا۔ جو کہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مگر ہمارے مجاہدین اسمیں ساری رات جاگ کر مقابلہ کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔ میری آنکھوں میں آنسو آگئے جب میں نے انکو اسطرح تکلیف کی حالت میں دیکھا مگر انہیں سے ہر ایک عظمت سلسلہ کا لطف لے رہا تھا سب پر وجد کی حالت طاری تھی۔ یقیناً ایک دن آئیگا کہ ہمارے کارکنوں کیلئے اسپیشل گاڑیاں چھوڑی جائینگی۔ مگر اس وقت ثواب کی یہ مقدار نہ رہیگی۔ اے میرے رب ہم سب کو اپنے مخلص خادموں میں سے بنا (آمین)

نظم

فلک پر آج کیوں چھایا دہواں ھے

برادر گرامی قدر نعمت اللہ خان شہید کابل کے سوانحہ ہوشربا پر یہ چند اشعار موزوں ہوئے۔

زمیں کیوں آج یوں آتش فشاں ہے
فلک پر آج کیوں چھایا دہواں ہے
چھپا ہے آج کیوں مہر منور
قمر کا آج کیوں چہرہ نہاں ہے
لگی ہے بحر و بر میں آگ کیسی
شجر سے تا حجر آتش بجاں ہے
ہیں جن و انس سب فریاد برلب
جسے دیکھو وہی نوحہ کناں ہے
کسیکی آہ پہنچی ہے فلک پر
کسیکی آنکھ سے دریا رواں ہے
خبر کابل سے کیا اخبار لائی ٭ دہائی۔ اے رسول اللہ دہائی

فغاں از گنبد افلاک پر دود
کہ ہر روز آتشے از غم بیفزود
مگر رنج شہید کربلا را
پئے سوگ محرم مایہ کم بود
کہ قطع زندگی نعمت اللہ
تہ سنگ تظلم رو بنمود
بہ سنگ سخت آں نازک بدن را
شہ کابل شال سر مہ میسود
نہ بردہ ہیچ دہقاں گندم از جو
نہ دیدہ ہیچ ظالم روئے بہبود
الہی دست ظالم را قلم کن
سر ظالم سر نیزہ علم کن

گئے تھے نعمت اللہ خاں کہلانے
انہیں امرت کا پھل خود مار کھلانے
رہے ثابت قدم تا وقت آخر
دیا کیا حوصلہ انکو خدا نے
تڑپ کر جان دیدی کس خوشی سے
بہت آنکھیں دکھائیں گو قضا نے
ترے پیغام اخلاص و محبت
یہاں پہنچائے جو باد صبا نے
دم آخر وہی کام آئے تیرے
تری محنت لگی آخر ٹھکانے
زمیں پر چھا رہا ہے ابر ماتم
فلک والے بھی ہیں سب چشم پرنم

ستم ہو رہیگا اور کبتک
فلک ہمپر کریگا جور کبتک
زمیں ہمپر رہے گی تنگ کبتک
رہیگا چرخ کا یہ دور کبتک
کھلیں گی کب تلک آنکھیں انکی
نہ بدلیں گے یہ ظالم طور کبتک
ہمارے حق میں کابل کربلا ہے
کٹائے جائیں گے سر اور کبتک
سنائے جائیں گے ہم تو تری بات
نہ یہ جاہل کریں گے غور کبتک

یہ بھولیں ہیں نعوذ نا تب الث
یہی تو ظلم کا انکے ہے باعث

بشیر احمد ابن حقانی مرحوم لاہور

حضرت اقدس کا قاہرے مین ورود مسعود

۲۸ جولائی ۱۹۲۴ء کو شام کے چار بجے حضرت اقدس مع اپنے خدام کے اکسپریس ٹرین سے قاہرے مین جو مصری حکومت کا دارالخلافہ ہے تشریف لائے۔

دروازہ مین سے نکلتے ہوئے ریاض آفندی شحاتہ نے جو کہ مصر کا ایک مشہور مصور ہے۔ حضرت اقدس کا مع ساری جماعت کے فوٹو لیا۔

فوٹو کے بعد حضور میرے غریب خانہ پر شارع خلیج المصری مین تشریف لیگئے۔ جہان دو دن تک قیام رہا۔

حضور کو ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے۔ کہ جمعیت تضامن العلماء کا ایک وفد استاذی المنیاوی کی صدارت مین پہنچا۔ جو کہ دیر تک حضور سے خلافت کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔ حضور کی گفتگو سے بہت خوش ہوئے۔ اور نکلتے ہوئے کہا کہ ہم نے ایسا محسوس کیا ہے۔ کہ آج پانچسو علماء سے گفتگو کی ہے۔

ان کے جانیکے بعد نماز مغرب اور عشاء جمع کرکے پڑہی گئی بعد مین کھانا تناول فرماکر حضور استراحت کے اپنے کمرے مین تشریف لے گئے۔

حضور کے قریب حضور کے کمرے مین ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو سونے کا فخر حاصل ہوا۔ ساتھ کے کمرے مین حضرت میرزا شریف احمد صاحب راحت فرما تھے۔ اور باہر بڑے شاہ نشین پر خان صاحب ذوالفقار علی صاحب۔ اور چودہری علی محمد صاحب تھے۔

حضور کے کمرے کے قریب ہی مین ایک چھوٹے کمرے مین یہ خاکسار تھا۔

مکان کا نقشہ حسب ذیل ہے

شارع خلیج المصری جسمین یہ مکان واقع ہے

یہ مکان کا جائے وقوع ہے

نقشہ مکان یہ شاہ نشین خلیج پر واقع ہے

شاہ نشین

بستر چودہری صاحب

بستر خان صاحب

کمرہ جس مین حضرت میرزا شریف احمد صاحب تشریف رکھتے تھے

کمرہ جسمین حضرت [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر صاحب تھے

کمرہ جسمین خاکسار تھا

باورچیخانہ

یہ مکان [illegible] منزل مین واقع ہے۔ باقی کے احباب پہلی منزل

مین تھے۔ جو محض حضرت اقدس کی برکت سے چند دن کے لئے مل گئے تھے۔

نماز بھی اسی مین ہوتی تھی۔ کھانا بھی وہین تناول کیا جاتا تھا اور ملاقاتین بھی وہین ہوتی تہین۔

حضور نے اسٹیشن سے آتے ہی ظہر اور عصر کی نماز پڑہی ہی تھی کہ شیخ محمد ابراہیم سبیرادی جو کہ ایک جوشیلا نوجوان ہے اس نے حضور کی آمد پر خطبہ پڑہا۔ جو کسی دوسری جگہ شائع ہو جائیگا پھر علماء کا وفد آیا۔ اس کے بعد نمازون اور کھانے سے فراغت حاصل کرکے حضور نے استراحت فرمائی۔

صبح کو فجر کی نماز حضور نے اوپر ہی پڑہی۔ اور ناشتہ کے بعد ٹامس کک کے دفتر میں خان صاحب اور میان شریف احمد صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے۔ باقی احباب کے لئے مجھے حکم دیا کہ عجائب گھر جہان کے فرعون موسٰی اور دیگر فراعنہ کی مردے پڑے ہین لیجاؤ اور میرا وہان انتظار کیا جائے۔

چنانچہ یہ قافلہ جو دس احباب پر مشتمل تھا۔ وہان پہنچا۔ مگر کسی نے اندر جانیکی جرات نہین کی۔ کہ جبتک آقا نہ آجائے۔ اس پر وہ سپاہی جو ڈیوڑہی پر تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ مین نے جب اسکو حقیقت بتلائی بحت متاثر ہوا۔ حضور اس وقت پہنچے جبکہ عجائب گھر بند ہو گیا۔ اور جماعت حضور کے ساتھ پھر واپس ہو گئی۔ سپاہی نے حضور کو دیکھکر حضور کا۔ **ہاتھ چوما۔**

حضور نے فرمایا کہ آپ لوگون نے عجائب گھر کیون نہین دیکھا میرا یہ مطلب نہین تھا۔ جماعت نے عرض کی کہ حضور کے بغیر ہم کیسے داخل ہو سکتے تھے۔

مکان پہنچکر کھانا کھایا گیا اور نمازین پڑہی گئین۔ اور حضور نے مجکو حکم دیا۔ کہ احباب کو ٹرام مین اہرام دکھانے کے لئے۔ جو در اصل فراعنہ کی قبرین۔ مگر دنیا کے عجائبات سے ہین لے جاؤن

اور حضور بھی موٹر مین تشریف لے گئے۔ خیال تھا۔ کہ حضور بہت جلد پہنچ جائین گے۔ اور جماعت کے انتظار مین حضور کو تکلیف ہوگی۔ مگر حضور راستہ مین زولوگارڈن مین اتر گئے جہان ایک خاص دریائی گہوڑے کا ملاحظہ فرمایا۔

اتنے مین ہم بھی پہنچ گئے۔ حضور موٹر پر پھر وہان سے آگے تشریف لے گئے۔

ہمارے قافلہ مین سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ اور بھائی عبدالرحمٰن صاحب ایک اہرام کے اندر اترے۔ اور باقی احباب باہر رہے۔ واپسی مغرب کے بعد ہوئی۔

رات کو سید محمد ماضی ابوالعزائم ایک صوفی فرقہ کا لیڈر حضور سے ملنے کے لئے آیا۔ سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کے اشعار حافظ روشن علی صاحب نے پڑہے۔ اسپر اس کو وجد آگیا۔ دیر تک بیٹھا رہا۔ اور پھر بہت ہی محبت سے حضور کا ہاتھ چوم کر رخصت ہوا۔

۳۰ جولائی اور واپسی

صبح کو حضور نے ایک جماعت کو عجائب گھر دیکھنے کی اجازت دی۔ اور ایک [illegible] اصحاب الجرائد کے پاس [illegible] فرمایا

جس مین حسب ذیل ممبر تھے۔

(۱) حضرت حافظ روشن علی صاحب۔
(۲) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
(۳) جناب چودہری فتح محمد ایم۔ اے سیال
(۴) خاکسار محمود احمد

اس وفد نے اہرام۔ لطایف المصورہ۔ المحروسہ الاخبار۔ اجلس سیل۔ اللواء۔ السیاسہ کے دفترین کو دیکھا۔ اور ان سے مفصل گفتگو ہوئی۔ مگر سیاسہ اور اہرام کے ایڈیٹرون سے ملاقات نہ ہو سکی۔

ان ملاقاتون مین قریباً دو بج گئے۔ واپسی پر حضور کے حکم کے ماتحت نورالدین بک۔ اور شیخ عطار وکیل سے بھی ملاقاتین کین۔

ہم لوگون کی واپسی حضور نے کھانا تناول فرمایا۔ اور سفر کی تیاری شروع کی۔ مصری دوستون مین سے شیخ علی صاوی شعلان نے ایک ایڈریس پڑہا۔ اور ایک فی البدیہہ نظم پڑہی۔ کچھ قرآن کریم سے تلاوت کیا۔ اسی طرح حامد آفندی عبدالعزیز نے ایک ایڈریس زبانی پیش کیا۔ جس مین مصر کی حالت اسلامی کے متعلق بہت کچھ کہکر حضور سے سلسلہ کو مصر مین قایم رہنے کی اور مضبوط کرنے کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔

مصری مسلمانون کے متعلق حضور کی رائے

حضور کو مسلمانون کی حالت دیکھکر بہت رنج ہوا۔ اور حضور نے فرمایا کہ اگر ان کی طرف توجہ نہ کی تو یہ اسلام کے ہاتھون سے نکل جائین گے۔ حضور نے مصر کے مشن کی طرف پوری توجہ کا وعدہ فرمایا۔

بلکہ حضور نے اس امر کا فرمایا کہ واپسی پر مصر مین چند روز تک قیام فرمائین گے۔ اور اس وقت غالباً لیکچرون کا سلسلہ بھی شروع کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے منشا مین برکت دے۔

پانچ بجے حضور نے فلسطین کے ارادہ کیے موٹر مین قدم رکھا۔ خاکسار کو بھی سرحد مصر تک حاضری کا حکم دیا۔ یہ جگہ جو کہ سرحد کہلاتی ہے۔ اس کا نام قنطارہ ہے

سب احباب تھرڈ کلاس مین تھے حضور بھی ایک دو گھنٹہ کے بعد تھرڈ کلاس مین تشریف لے آئے۔ اور وہان بڑی محبت سے میرے والد کے قریب جلوہ فرما ہوگئے۔ اور مجھ خاکسار کو بلاکر چند ہدایات دین۔

بیشک ایسا آقا میری نگاہ سے نہین گذرا۔ جو اپنے خادمون سے ایسی محبت کرے۔

اس کے بعد حضور اپنے کمرے مین تشریف لے گئے قنطارہ پہنچ کر کسٹم آفس مین ہم سب گئے وہان پر حضور بھی دیر تک کھڑے رہے۔ آخر مین حضور فلسطین کی ٹرین تشریف لے گئے۔

مین گاڑی کے چلنے تک ساتھ رہا۔ جب گاڑی چل پڑی تو آخری خدا حافظ کہہ کر۔ مین اپنے پیارون سے با دل ناخواستہ رخصت ہوا (بر صفحہ ۴ کالم ۲)

"پیغام صلح" کی ژولیدہ بیانی

الحکم ۱۴ اگست میں ہم نے مولوی احسن صاحب کی کتاب "خاتم النبیین" سے حدیث "انا سید الاولین والآخرین من النبیین" پیش کر کے بتایا تھا۔ کہ اس سے دو استدلال ہوتے ہیں۔

(۱) آئندہ نبی ہوں گے

(۲) مولوی محمد علی صاحب نے جو معنے "آخری نبی" کے اپنے ٹریکٹ موسومہ بہ "آخری نبی" میں کئے ہیں بالکل غلط ہیں۔ اور اسپر چیلنج دیا تھا کہ کوئی ہمارے استدلال کو توڑ کر دکھائے۔

ہمیں امید نہ تھی۔ کہ اس قدر واضح اور اجلی بیان کا بھی پیغامی انکار کر کے حق سے روگردانی کریں گے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ہمارا یہ خیال غلط نکلا۔ کیونکہ "پیغام صلح" ۱۲ اگست میں اس مضمون پر لکھا گیا ہے۔ مگر نہ لکھنے سے بدتر۔ اصل استدلال پر کچھ لکھنا تو درکنار۔ پورے طور پر اخذ بھی نہ کر سکے اور رقائمانہ طریق پر کچھ کا کچھ بنا دیا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

اول لکھا ہے کہ۔ اگر نبی آ سکتے تو آئے کیوں نہیں؟ اور اتنا عرصہ یونہی گذرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آئندہ کوئی نبی بھی نہ ہونا تھا۔

مولوی عزیز بخش صاحب! یہ سوال اصل مبحث سے باہر ہے یہ تو ایسا ہی سوال ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے معتقدین (جو کہتے تھے۔ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ کہ خدا حضرت یوسف ؑ کے بعد کوئی رسول نہ بھیجے گا) حضرت موسٰی علیہ السلام کو کہتے کہ صدہا سال سے نبی کوئی آیا نہیں۔ اب تم نبی کیسے! یا عیسائی سرور کائنات کے متعلق کہیں۔ کہ سینکڑوں برس تک جب نبی نہیں آئے۔ معلوم ہوا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر ان کے یہ اعتراض درست ہیں۔ تو آپ کا مطالبہ بھی برحق۔ ورنہ غلط اور بے جا۔ ہاں اگر ہم سے جواب لینا چاہتے ہو۔ تو بس یہ آیت سن رکھو۔ اور اپنے بھائی کو بھی سنا دو اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ یعنی خدا جس وقت اور جس مقام میں اور جس کو چاہتا ہے۔ نبی بناتا ہے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ اس آیت کی موجودگی میں آپ ایسے طفلانہ مطالبات سے احتراز فرماویں گے۔

"آخری نبی" کے معنے

مولوی صاحب بھائی جان کی حمایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "خدا جانے آخری سے مولوی صاحب (احقر) کی مراد کیا ہو گی۔ عرف عام میں تو آخری اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کے بعد دوسرا اسی جنس کا نہ ہو" صفحہ ۵ کالم ۲

جناب مولانا! معاف فرماویں۔ کہ اگر آخری کے یہ معنے ہیں کہ اس کے بعد دوسرا اسی جنس کا نہ ہو" تو ہمارا اعتراض بہرحال قایم ہے۔ کہ پھر نبی کریم صلعم نے لفظ جمع "آخرین" کیوں فرمایا۔ کیونکہ اس صورت میں تو ان میں سے ہر ایک کو "آخری نبی" کہا جائیگا۔ حالانکہ آخری وہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد دوسرا اسی جنس کا نہ ہو۔ مولوی صاحب یہی تو وہ معنے ہیں جن کے رد کرنیکے لیے حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ مگر آپ اس کا جواب نہیں دیتے اور نہ ہی دے سکتے ہیں۔

ہاں صاحب! اگر آخری کے یہی معنے درست ہیں۔ تب بھی ہمپر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ ہم نبی کریم صلعم کے بعد آپ کی جنس کا (یعنی براہ راست نبی بننے والا) کوئی نبی تسلیم نہیں کرتے لہذا ہمپر آپ کی خفگی بے جا ہے۔

سید الاولین والآخرین کی سراسر بیہودہ تاویل

لکھا ہے "جس قدر نبی ہو چکے ہیں خواہ اوائل زمانہ میں ہوئے۔ میں ان سب کا سردار ہوں۔ یہ تمام نبی وہ ہیں کہ جو آنحضرت صلعم تک ہو چکے انہیں کی تقسیم دو حصوں میں کی۔ ایک ابتدائی زمانہ میں ہو گئے جبکہ سلسلہ نبوت حضرت آدم سے شروع ہوا۔ اور دوسرے آخری زمانہ میں ہوئے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گیا۔"

اول۔ مولوی صاحب بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا بیہودگی ہو گی۔ کہ "تفسیر القول بالا یرضی بہ قائلہ" کریں۔ اگر حضرت افصح المتکلمین کا یہی منشاء تھا۔ تو صرف "انا سید النبیین" کہنا کافی تھا۔ اولین و آخرین کی کیا ضرورت تھی۔ یہ بات فصاحت کے خلاف ہے۔ کہ بغیر ضرورت کے کلام کو طول دیا جائے

دوم "اوائل" اور "آخر زمانہ" کی حد بندی کیوں نہ فرمائی۔ اور یہ بھی نہیں بتایا۔ کہ کون کون سے نبی "اولین" بنیں گے اور کون کون سے "آخرین"۔ اگر حضرت سرور کائنات صلعم سے پہلے کے بیس یا پچاس انبیاء کو "آخرین" کہو گے تو پھر ہمارا اعتراض قایم ہے۔ کہ آخری کے یہ معنے غلط ہوئے کہ جس کے بعد دوسرا اسی جنس کا نہ ہو"۔ نیز زمانہ کے الفاظ تو حدیث شریف میں نہیں۔ حدیث میں تو "اولین و آخرین من النبیین" لکھا ہے۔ تحریف لفظی کر کے انکار حق نہ کریں۔

سوم۔ آپ نے نبی کریم صلعم سے پہلے زمانہ کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ اور دوسرے حصے کو "آخری زمانہ" قرار دیا ہے۔ اس پر اول تو یہ عرض ہے کہ زمانہ کے دونو حصے تو نبی کریم صلعم سے پہلے ہو چکے اب آپ کے بعد زمانہ کا کونسا حصہ ہے اول و آخر زمانہ کے بعد تیسرا حصہ کونسا شروع ہے۔ یا زمانہ ہی نہیں دوم۔ آپ آخری کے معنے قرار دے چکے ہیں۔ کہ "جس کے بعد دوسرا اسی جنس کا نہ ہو" تو اب جناب فرماویں کہ "آخری زمانہ" کے بعد زمانہ کیسا۔ اگر "آخری زمانہ" کے بعد زمانہ ہو سکتا ہے۔ تو آخری نبی کے بعد نبی کیوں نہیں ہو سکتا ہ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

چہارم۔ اول و آخر کے الفاظ نسبتی الفاظ ہیں۔ جو متکلم ہوگا اس کا اول و آخر دیکھا جائیگا۔ اب نبی کریم صلعم نے اولین و آخرین کا اپنے آپ کو سردار فرمایا ہے۔ تو آپ کے لحاظ سے اول و آخر سمجھا جائے گا۔ اور پہلے انبیاء کو اولین کہا جائیگا اور بعد کے آنے والے انبیاء آخرین کہلائینگے۔ اس کے سوا اور نہ کلام مہمل بن جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلعم صرف فوت شدہ انبیاء کے ہی سردار بن سکتے ہیں۔

پنجم۔ انبیاء "اولین و آخرین" اگر نبی کریم صلعم سے پہلے ہو چکے ہیں جیسا کہ آپ کے الفاظ "یہ تمام نبی وہ ہیں جو آنحضرت صلعم تک ہو چکے" سے ظاہر ہے۔ تو نبی کریم صلعم کن میں سمجھے جاویں گے۔ اولین و آخرین میں تو ہو نہیں سکتے۔ ذرا غور کر کے جواب دیں کیا "آخرین" کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ اگر ہاں تو ہمارے استدلال پر اعتراض کیسا؟ اگر نہیں تو نبی کریم صلعم کا بھی انکار کرو۔

مولوی صاحب کی الٹی سمجھ

فرماتے ہیں "اگر کسی جگہ یہ عبارت ہو کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمتہ نے دین کی وہ قلمی خدمت کی ہے کہ جس کی نظیر اولین و آخرین میں کم ملے گی۔ تو گویا اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ آخرین سے مراد حضرت مرزا صاحب کے بعد آنے والے لوگ ہیں۔ حالانکہ یہ بداہت غلط ہے" دل چاہتا ہے۔ کہ اس اچھوتے استدلال پر قربان ہو جائیں اور اس علمی قابلیت کی داد دیں۔ مولوی صاحب! یہ "بداہت" "پیغام صلح" کے مویدین سے ہی خاص ہے۔ یا عام ہے۔ اگر تو یہ پیغامیوں کے لئے ہی بداہت ہے تو ان کو مبارک! ورنہ علمی طبقہ اس کا قائل نہ ہوگا۔ اگر انکار ہو۔ تو مولانا محمد علی صاحب کو ہی حلفاً پوچھ لیں۔ کہ جناب! یہ بات بداہتہً ثابت ہے؟ اگر ان میں کچھ بھی لیاقت ہوگی۔ تو آخرین کے معنے بعد آنے والے لوگ ہی کریں گے۔ کیونکہ آخر اول کے مقابلہ میں آیا ہے

مولوی صاحب کی سینہ زوری

فرماتے ہیں "جیسے اولین آپ کی امت سے باہر ہیں ایسے ہی آخرین بھی آپ کی امت سے نہیں ہو سکتے۔"

مولوی صاحب! آپ کو سوجھی تو دور کی مگر ساتھ اتنا بھی لکھ دیتے کہ جیسے اولین کو تورات زبور انجیل وغیرہ دی گئیں نہیں ایسے ہی آخرین کو بھی دی جانی چاہئیں۔

مولوی صاحب! تعصب بری بلا ہے آپ نے اتنا نہ سوچا کہ وہ انبیاء تو فوت ہو چکے ہیں۔ اور آخرین زندہ ہوں گے گوش ہوش سے سینئے۔ حضرت سرور کائنات فرماتے ہیں "لو کان موسٰی حیا لما وسعہ الا اتباعی" کہ اگر موسٰی بھی زندہ ہوتے تو میری امت میں داخل ہو جاتے! جان نہ ہو؟ جبکہ رسول اللہ الیکم جمیعا ہیں۔ بس محض اس وجہ سے آپ کی امت نہ بن سکے کہ فوت ہو گئے تھے۔ لہذا یہ مطالبہ قیاس مع الفارق ہے۔ اور آپ کی ذہانت اور فطانت کی پردہ دری کرتا ہے۔ پھر جب آپ امت کے سردار ہو سکتے ہیں۔ تو امتی نبیوں کے سردار کیوں نہیں ہو سکتے (باقی آئندہ)

خاکسار اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل)

مصر میں قادیان

(پیوستہ بگذشتہ)

میرے حال پر اتنی مہربانی کی بلکہ۔ بحر احمر سے ایک بحری تار مجھکو دیا اور مجھکو سویز آنے کا حکم دیا۔ محض اس لئے کہ میں حضور کے ساتھ جہاز میں چڑھکر سویس کنیال کو عبور کروں اور وہاں سے پورٹ سعید اتروں"

کیا یہ حیرت کا مقام نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے حقیر سے حقیر فرد سے ایسی محبت کرتا ہے۔ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

میں حضور کے استقبال کے لئے ۲۶ جولائی کو سویس پہنچا جہاز کی تاریخ ۲۷ جولائی تھی۔ تمام دن کی دوڑ دھوپ کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جہاز ۲۸ کی رات کو تین بجے آئے گا۔ میں تین بجے کشتی لیکر سمندر میں اترا مگر جہاز ۶ بجے آیا دور سے میں نے سفید پاجاموں کو شناخت کیا۔ اور فاصلے سے ہاتھ اٹھا کر سلام کہا۔ دور سے میرے والد صاحب نے بہت زور سے السلام علیکم = کہا

جہاز قریب آگیا۔ سب احباب نظر آنے لگے طبیعت کی حالت عجیب و غریب تھی۔ محبت کا سمندر پانی کے سمندر میں موجیں مار رہا تھا۔

میرا آقا نہایت ہی خندہ پیشانی سامنے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے سے خوشی اور مسرت ٹپک رہی تھی۔

مجھکو جہاز پر جانے کی اجازت میں کچھ دیر تھی۔ کیونکہ پہلے ڈاکٹر اور پھر پولیس جہاز میں جاتی ہے۔ اس کے بعد کسی کو اندر جانیکی اجازت ہوتی ہے۔ میں سامنے کشتی پر کھڑا تھا۔ میرا آقا ستاروں کے جھرمٹ میں اوپر تختہ جہاز پر۔ ان جذبات کا اظہار میری طاقت سے باہر ہے جو اسوقت میرے دل کے اندر موجود ہے۔

میں اوپر گیا۔ میںنے اپنے آقا کو اسطرح سے اپنے خدام میں پایا جیسے کہ ان میں سے ایک ہیں۔ دیر دیر تک ان کے پاس آکر بیٹھتے اور کھڑے ہوتے۔ کہنے کو تو حضور فرسٹ کلاس کے سوار تھے مگر سویس کے سفر میں میںنے دیکھا۔ کہ دراصل حضور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈیک پر ہی سفر کر رہے تھے۔ حضور سب کے ساتھ نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اس خادم کو بہت دیر تک باریابی کا شرف بخشا۔

دوپہر اور رات کا کھانا میں نے سب احباب کے ساتھ جہاز پر کھایا مجھکو سویس سے پورٹ سعید جانا تھا۔ پولیس والا کہتا تھا کہ اس پر نئی تصریح کی ضرورت ہے۔ جو سویس سے لاؤ جہاز کے چلنے میں تھوڑی دیر تھی۔ حضور کو اس امر کی اسقدر فکر تھی۔ کہ بار بار خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب کو فرماتے کہ اس کا جا کر انتظام کرائیں۔

یہ امر ایک طرف حضور کی اس محبت خدام کا اظہار کرتا ہے وہاں قوانین کی تعمیل کی بھی کسقدر تعلیم دیتا ہے۔ ورنہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ کچھ پرواہ نہیں۔ مگر نہیں حضور چاہتے تھے۔ کہ قانون شکنی نہو بلکہ قانون پر چلتے ہوئے اجازت حاصل ہو۔ آخر حضور کی ہی تھی کہ پولیس افسر نے کہا کہ مجھکو غلطی لگی میں خیال کرتا تھا کہ کسی اور جگہ جا رہے ہیں۔ پورٹ سعید کے حرج نہیں۔

کینال میں گذر

حضور نے تقریباً کینال کو خود کھڑے ہوکر ملاحظہ فرمایا۔ ایک موقعہ پر نہایت محبت سے حضرت روشن علی صاحب کے متعلق فرمایا۔ کہ ان کو پکڑ کر لاؤ۔ ان کو وہ حصہ دکھائیں جہاں سے حضرت موسیٰ گذرے تھے۔

حضور جہاز پر اپنے سب خاموں سمیت ادہر ادہر ٹہلتے نظر آتے تھے۔ نمازیں باجماعت ادا ہوتی تھیں۔

مجھکو تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم سب قادیان میں ہیں۔ شام کو جہاز نے پورٹ سعید میں لنگر ڈالے۔ جہاز سے اتر کر کشتی میں بیٹھے تو حضور نے اپنے سب احباب کو دیکھا کہ اتر آئے ہیں یا نہیں۔ اور جو حضور کی نظر سے اوجہل تھے۔ ان کے متعلق محبت سے نام بنام فرمایا کہ وہ کہاں ہیں۔ حقیقت میں دنیا اس قسم کا آقا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سمندر سے نکل کر مختلف دفتروں میں جانا پڑا۔ جہاں سے آخر میں کسٹم آفس میں جانا پڑا۔ کسٹم آفس میں چونکہ بہت دیر کا کام تھا۔ اس لئے میں نے کسٹم کلرک سے حضور کے متعلق اجازت لی کہ حضور ہوٹل میں تشریف لیجائیں۔ تاکہ وہاں آرام فرمائیں۔ میں نے جب عرض کی تو فرمایا کہ " میں سب کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا اکٹھے ہی جائیں گے "۔ حتیٰ کہ اس وقت تک حضور کھڑے رہے کہ آخری آدمی فارغ ہوگیا۔

بیشک یہ زندہ محبت کے کرشمہ ہیں۔ جو ہم نے اپنے امام میں پائے رات کو غیٹینڈل ہوٹل میں گذاری۔

۲۸ کی صبح اور محبت کا کرشمہ

صبح کو قادیان "تاریں دینے کے لئے حکم دیا۔ جس کی تعمیل کی گئی اور ڈاک کے لئے دریافت فرمایا۔ ڈاک کوئی نہ تھی۔

قادیان کی تار کا خاص طور پر خیال تھا۔ حضور بار بار دریافت فرماتے تھے اور سخت حیرت کا اظہار کرتے تھے۔

آخر حضور اس تار کے متعلق دریافت کرنے کے لئے کُک کے ہاں خود تشریف لیگئے۔ اگرچہ وہاں چند اور کام بھی تھے۔ مگر وہاں ایسٹرن ٹیلیگراف آفس میں محض اس لئے گئے۔ کہ تار کے متعلق دریافت فرمائیں۔ حضور بار بار دریافت فرماتے تھے۔ اور یہ دریافت فرمانا ہے محض محبت کے ان جذبات کا جو کہ حضور کے جماعت سے ہیں

پورٹ سعید کی سیر

حضور اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت ذوالفقار علی خانصاحب ایک گاڑی میں پورٹ سعید کی سیر دیکھنے کے لئے نکلے۔ مجھکو بھی خدمت میں رہنے کا فخر بخشا۔ چنانچہ میں گاڑیبان کے ساتھ اوپر بیٹھ گیا۔ اور ذوالفقار علی خان حضور کے سامنے۔ حضور نے گاڑی کی چھت کھولدینے کا حکم دیا۔ جو کھولدی گئی۔ دھوپ تھی خان صاحب نے مجھکو چھتری لگانے کے لئے کہا مگر حضرت نے روک دیا۔

پورٹ سعید میں سے گذرتے ہوئے۔ ایک آنکھوں کا ہسپتال نظر آیا۔ حضور نے اس کے دیکھنے کی خواہش فرمائی میں گاڑی سے نیچے اترا اور اندر جانیکی اجازت حاصل کی۔ ڈاکٹر ایک مسلمان نوجوان تھا۔ اس نے کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ صرف کرکے تمام ہسپتال دکھایا۔ اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ حضور بھی باریک باریک سوال فرماتے رہے۔ واپسی پر گاڑی کا وقت ہو رہا تھا۔ جو قاہرے کو جا رہی تھی۔ اس لئے حضور نے سب خادموں کو اسٹیشن کی طرف روانہ فرمایا۔ اور سب کے بعد میں خود روانہ ہوئے۔ سچ تو یہ ہے کہ۔

سید القوم خادمھم۔

کا مصداق اگر کوئی دیکھا تو وہ ہمارا آقا تھا۔

پورٹ سعید سے قاہرہ محبت کا ایک اور واقعہ

سب احباب تھرڈ کلاس میں تھے۔ حضرت اقدس بمع خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب فرسٹ کلاس میں تھے۔ کھانا کسی نے کھایا نہیں تھا۔ میں ایک سٹیشن پر کچھ خریدنے کے لئے اترا۔ ابھی میں خرید رہا تھا۔ کہ دیکھا حضور بنفس نفیس تشریف لا رہے ہیں۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ محمود کیا کر رہے ہو! ۔ میں نے عرض کی کہ حضور کھانا خرید رہا ہوں فرمایا کہ کھانا تو میں بھی خرید چکا ہوں۔ اور اسی کے کہنے کے لئے آرہا تھا۔

اللہ اللہ یہ محبت! او! دنیا کے پرستار و لاؤ اپنے لیڈروں کی کوئی مثال جن کو تم اپنے کندہے پر اٹھائے پھرتے ہو۔

میرے احباب! تصور کرو۔ کہ ایک اتنی بڑی جماعت کا آقا ایک چھوٹے اسٹیشن پر انجن کے قریب کی ٹرین سے اترکر اپنے خادموں کے کھانے لینے کے لئے۔ ریل کی آخری گاڑی کی طرف جاتا ہے گاڑی وہاں چار منٹ سے زیادہ نہیں ٹھیرتی۔ مگر محبت کی بھی کوئی حد ہو۔

اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ کھانا نہیں کھاتا جب تک سب کو کھلا نہیں لیتا۔

وہ سوتا نہیں جب تک سب کو آرام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ بے شک یہ امام اس قابل ہے کہ ساری دنیا کا واحد امام ہو۔ یہ نمونہ ہے ان محبت کے کرشموں کا۔ جو حضور سے اپنے خدام کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ والسلام

محمود احمد از مصر

محبت الٰہی

تصنیف لطیف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

یہ کتاب اپنے نام کے ساتھ خود مزین ہے پھر جس بزرگ کی تصنیف ہے احباب خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس درجہ اور رتبہ کا شخص ہے۔ جس کی تقریر و تحریر عالمگیر ہے اس کتاب میں ہر ایک مذہب کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ تمام لوگ اپنے اپنے نزدیک محبت الٰہی کو نہایت وضاحت کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور نہایت عمدہ لکھائی چھپائی اور اچھے کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ قیمت صرف ۶ ر

دوکان محمد یامین تاجر کتب قادیان سے طلب کرد

سفر یورپ کی تقریب پر الحکم کا رعایتی اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ذرہ نوازی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی اپنے سفر یورپ میں ہمرکاب رہنے کی عزت عطا فرمائی ہے اور وہ اس سفر میں سلسلہ کے خادم قدیم اور ہسٹورین کی حیثیت سے جا رہا ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ ان توقعات کو پورا کر سکے جو اس کے محسن آقا اور رفقائے کار نے مقرر کئے ہیں میری غیر حاضری میں الحکم اور تادیب النساء کا کیا حال ہوگا اس کے متعلق میں جانے سے پہلے انشاء اللہ اعلان کروں گا۔ اور اپنی جماعت کے فرائض متعلقہ الحکم پر توجہ دلاؤنگا الحکم قوم کی امانت ہے اور میں اسے قوم ہی کے سپرد کر کے اس سفر پر جا رہا ہوں اس کی حفاظت اور استحکام اب قوم کا کام ہوگا۔ اس تقریب کی خوشی میں میں نے پسند کیا ہے کہ کارخانہ الحکم کی موجودہ کتب رعایتی قیمت پر فروخت کر دی جائیں۔ جو احباب اس تحریک میں حصہ لیں گے وہ یہی نہیں کہ نہایت مفید اور ضروری کتب قریباً مفت حاصل کر لیں گے بلکہ وہ اس اپنے خادم قدیم کارخانہ کو ایڈیٹر الحکم کی غیر حاضری میں مدد دینے والے ہونگے کارخانہ الحکم کی جملہ کتب سوائے سیرت مسیح موعود اور حیات النبی کے رعایتی قیمت پر ملینگی۔

(۱) ان کتابوں میں قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیری پاروں کے نوٹ بھی ہیں جن کی مجموعی قیمت دس (۱۰) روپیہ ہے مگر رعایتی صرف چار روپیہ علاوہ محصولڈاک ہوگی۔

(پارہ ۲۴ لغایت ۳۰ و پندرہ لغایت سترہ)

(۳) مراۃ الجہاد: جس میں مسئلہ جہاد کی حقیقت اور اعتراضات کے تفصیلی جوابات ہیں اصلی قیمت ۸؍ رعایتی صرف (۱۲؍)

(۴) مکتوبات احمدیہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات اصل قیمت فی حصہ ۸؍ رعایتی قیمت (۴؍)

(۵) خطبات کریمیہ: حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے خطبات اصل قیمت فی جلد ۱۲؍ رعایتی صرف (۲؍)

(۶) مالابار میں احمدیت کی تاریخ: حضرت خلیفۃ المسیح کی پسندیدہ مجاہد مصری کی تصنیف اس کتاب کی آمد مجاہد مصری کے لئے مخصوص ہے اور مجاہد مصری نے ہی اسے چھپوایا تھا۔ پس اس کتاب کی خریداری سے مصری مشن کی تائید کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اس کتاب میں کوئی رعایت نہیں۔ قیمت . . . . (۱۰؍)

۷- برہان الحق: عیسائی مذہب کی تردید میں نہایت قابل قدر رسالہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام عہد سعادت میں ایک نو مسلم گریجویٹ نے لکھا۔ قیمت اصلی ۳؍ رعایتی قیمت . . . . (۱۰۱؍)

۸- ادعیۃ القرآن: قرآن مجید کی دعائیں اور ان کا ترجمہ (قاضی اکمل صاحب کا کیا ہوا) قیمت رعایتی (۱؍)

احمدی خاتون کے فائل

احمدی خاتون کے فائل پچھلے سالوں کے صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی ان میں خواتین کے لئے نہایت مفید لٹریچر جمع کیا گیا ہے تین سالوں کے فائل ہیں ایک مکمل فائل کی قیمت صرف ۱۲؍ رعایتی قیمت ۵؍ تادیب النساء کی پہلی جلد بھی رعایتی قیمت پر ملیگی صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ اصل قیمت چار روپیہ رعایتی ۱۲؍ یہ رعایت آخر ستمبر ۱۹۲۴ء تک ہوگی اس لئے جلد درخواستیں بھیجدیں تمام درخواستیں بذریعہ وی پی کے تعمیل پذیر ہوں گی۔

درخواستیں بنام مینیجر الحکم ہوں

چار روپیہ میں حکیم حاذق

آئیں کدھر ہیں آج قدردان کمال کے
کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے

مجربات نورانی یعنی طب انسانی ۱۲؍ بزبان اردو جو کمال جستجو کرنے اور برسوں کی عرقریزی کے بعد حکما کے سلف کی پرانی بیاضوں کے نسخوں کی چھان بین کر کے انکھوں کا تیل نکال کر تالیف کی گئی ہے جسمیں انسانی جسم کے تمام امراض نئی اور پرانی داخلی اور خارجی تمام بیماریوں کا سر سے پاؤں تک شرطیہ اور مجرب المجرب (۱۰۵۰) نسخجات صدر مخفیہ درج کئے گئے ہیں۔ گویا علم حکمت بحر لاانتہاہی کو ایک کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ مجربات کیا ہے گویا یونانی طب کا سرمایہ حیات اور متاع زندگی ہے۔ اگر آپ اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی زندگی بخیر و عافیت گذارنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی مجلد مجربات نورانی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جو وقت بے وقت آپ کو مدد دیوے گی اور اس کے بیان کردہ قواعد پر عمل کرنے سے انسان ہمیشہ تندرست و توانا رہ سکتے ہیں اور ہر ایک شخص اس سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ خصوصاً اہل حکمت کے لئے رہبر کامل ہے۔ کتاب حجم ۴۶۰ صفحہ تقطیع ۱۸×۲۲ کاغذ لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت مجلد للعہ بلا جلد ۳؍

ملنے کا پتہ حکیم نور محمد کشمیری بازار لاہور

نوٹ

ان خریداران الحکم کی خدمت میں التماس کیا جاتا ہے۔ کہ جن صاحبان نے وی۔پی واپس کئے ہیں۔ ان کو بذریعہ نوٹس ہذا کے اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ وہ روپیہ دفتر میں بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیں۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر روپیہ نہیں آیا تو مجبوراً ہم کو ان پر ناظر امور عامہ کے پاس دعوے کرنا پڑیگا۔ جو کہ قابل افسوس امر ہوگا۔ خاکسار = (محمد ابراہیم علی مینیجر الحکم)

آزماؤ شفا پاؤ ہو الشافی آزماؤ شفا پاؤ

مشکلیں آسان ہوئیں دکھ درد سب جاتے رہے

۱- معجون شاہی یا اکسیر جریان: خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سالہ محنت اور کامل توجہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزا سے مرکب ہے عطا فرمائی۔ جو جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کرنے میں فی الواقع ایک اکسیر ہے اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونیکے مقوی باہ بھی ہے بچپن کی بداعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بد نتایج کی اصلاح کر دیتی ہے اسکو ایک خاص خصوصیت ہے قیمت فی پاؤ عہ

۲- روغن اکسیر اعصاب: بعض حالتوں میں اس معجون کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلا کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی ضعف کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کرنے میں بجلی کا کام دیتا ہے۔ فی شیشی روغن اکسیر اعصاب . . . . . . عہ

۳- کشتہ طلا: جس کو ہم نے نہایت محنت و احتیاط سے تیار کیا ہے۔ پھر اس میں یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کر دینے سے اسکی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔ اس کے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے چند اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔ کہ سونا دل و دماغ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ حرارت عزیزی کو اور فہم و فکر کو تیز کرنیوالا۔ اور معدہ جگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنیوالا۔ امراض سوداوی غم حزن توحش اور خفقان جنون در دصرع کو نفع دینے والا۔ ضعف باہ اور ضعف گردہ کو رفع کرنے والا۔ قلب میں اسقدر تفریح پیدا کرتا ہے کہ خود بخود ہنسنے کو دل چاہتا ہے۔ الغرض عجیب و غریب دوا ہے۔ اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ قیمت فی خوراک ۲؍ اور سینکڑہ خوراک ۱۲ عہ

۴- حب تقوی اعصاب: یہ گولیاں ہر قسم کے ضعف اعصاب میں واقعی اپنے اندر مسیحائی اثر رکھتی ہے ضعف باہ اور ضعف دماغ اور ضعف معدہ کے لئے مفید ہے باقاعدہ مسہلوں کے بعد یوس العلاج مریض لقوہ میں مبتلا بھی بفضل خدا صحت یاب ہو گئے ہیں قیمت فی سینکڑہ صہ ایک روپیہ میں ۱۶ گولی۔

۵- اکسیر سوزاک: سال سالہا کے تجربہ اور تلاش کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے۔ جو نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل خدا ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے قیمت فی ہفتہ . . . . عہ

۶- سرمہ مرواریدی: یہ سرمہ بصارت کے لئے ایک اکسیر ثابت ہوا ہے۔ جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے۔ اور بوڑھوں کے لئے از سر نو بصارت عطا فرماتا ہے۔ پرانے ککروں کے لئے بھی از حد مفید ہے۔ کیوں نہ ہو۔ نہایت قیمتی اجزا ماہیران اور مروارید سے تیار کیا گیا ہے قیمت فی تولہ عہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

حکیم صاحب نہایت پرانے اور مخلص احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں حضرت خلیفہ اول رض بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ اخلاص اور محبت سے تیار کی ہوئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی۔ محمود احمد

ملنے کا پتہ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ